بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الوعظ والتذکیر

سلسلۂ اِشاعت: (۳۷)

فتح ونصرت پر شکر گذاری کا حکم

(تفسیر سورۂ نصر)

خطاب:

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصورپوری

اُستاذ حدیث ونائب مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

جمع وضبط:

(مولوی) محمد شعیب بجنوری (دیوبند)

ناشر

المرکز العلمی للنشر والتحقیق

لال باغ مرادآباد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ. [الذّٰریٰت: ۵۵]
(اور مسلسل نصیحت فرماتے رہئے؛ کیوں کہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے)

کتاب الوعظ والتذکیر

سلسلۂ اِشاعت: (۳۷)

موضوعِ خطاب	:	فتح ونصرت پر شکر گذاری کا حکم (تفسیر سورۂ نصر)
خطاب	:	حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری
مقام	:	مرادآباد
تاریخ	:	۱۰؍محرم ۱۴۴۲ھ مطابق ۳۰؍اگست ۲۰۲۰ء بروز اتوار
دورانیہ	:	۲۷؍منٹ
جمع وضبط	:	(مولوی) محمد شعیب بجنوری (دیوبند)

آڈیو بیانات سننے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ ملاحظہ کریں:

www.attablig.com/MUFTI-SALMAN

(مولوی محمد جنید پٹیل، جامعہ حقانیہ کٹھور، گجرات)

الحمد للّٰه رب العالمين، أشهد أن لا إلٰه إلا اللّٰه وحده لا شريک له، وأشهد أن سيدنا ومولانا محمدًا عبده ورسوله، صلى اللّٰه تبارک وتعالىٰ عليه وعلىٰ آله وأصحابه وذرياته وبارک وسلّم تسليمًا كثيرًا كثيرًا، أما بعد.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ○﴾ صدق اللّٰه مولانا العلي العظيم

(ترجمہ:- جب اللہ کی مدد آ چکی اور (مکہ کی) فتح ہوگئی اور آپ نے لوگوں کو فوج درفوج اللہ کے دین میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تو اب آپ اپنے رب کی تسبیح وتحمید میں مشغول رہئے اور اُس سے بخشش طلب کیجئے، بےشک وہ بہت معاف کرنے والا ہے)

حضراتِ گرامی! اِس سورت کا نام ''سورۂ نصر'' ہے، جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئی، اور صرف تین آیتوں پر مشتمل ہے۔

اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ قرآنِ پاک کی سورتوں میں سب سے آخر میں اِسی سورت کا

نزول ہوا، یعنی اِس کے بعد چند آیات تو نازل ہوئیں؛ لیکن سب سے آخر میں نازل ہونے والی مکمل سورت ''سورۂ نصر'' ہے۔ (تفسیر ابن کثیر مکمل ص:۱۴۶۸)

پیغمبر علیہ السلام کی وفات کا اِشارہ

روایت ہے کہ جب ''سورۂ نصر'' نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور اُن سے فرمایا کہ ''میری وفات کی خبر آچکی ہے''۔

یہ بات سن کر سیدتنا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت رونے لگیں، تو پیغمبر علیہ السلام نے اُن سے کچھ اِرشاد فرمایا، جس سے آپ مسکرانے لگیں۔

بعد میں پوچھنے پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَولاً اپنی وفات کی خبر دی تھی، جسے سن کر میں رونے لگی تھی۔

اُس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا کہ ''میرے گھر والوں میں تم ہی سب سے پہلے مجھ سے آکر ملوگی''، تو یہ سن کر مجھے قدرے اطمینان ہوا۔ (تفسیر ابن کثیر مکمل ص:۱۴۶۷)

چناں چہ سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے چھ مہینے کے بعد اہل بیت میں سب سے پہلے سیدتنا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ رحمہا اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

اِس سورت کے نازل ہونے کے ۷۰؍دن کے بعد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا سانحہ پیش آیا۔ (تفسیر کبیر للرازی ۱۶؍۱۵۶ دار الفکر بیروت)

بعض روایات میں ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے اختیار رو پڑے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دیکھ کر تعجب ہوا اور فرمایا: ''مَا یُبْکِیْکَ یَا عَمِّ؟'' (چچا جان آپ کیوں رو رہے ہیں؟) تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ''اِس سورت میں (فتح ونصرت کے ساتھ ساتھ) آپ کی وفات کی بھی خبر دی گئی ہے''۔ چناں چہ پیغمبر علیہ السلام

نے اُن کی بات کی تائید فرمائی۔(تفسیر قرطبی ۲۰۶/۱۰)

اور ایک روایت میں ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورِ خلافت میں سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو-جن کا شمار اُس وقت کم عمر صحابہ میں تھا- اپنی مجلس میں قریب بٹھایا کرتے تھے، تو بعض بڑی عمر والے لوگوں کو کچھ اشکال ہوا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے محسوس کرلیا؛ چناں چہ ایک مرتبہ آپ نے مجلس میں بطور امتحان لوگوں سے یہ سوال پوچھا کہ ''سورۂ نصر'' سے کیا مفہوم نکلتا ہے؟ تو حاضرینِ مجلس نے مختلف جوابات دیئے، کسی نے کہا کہ اِس میں اللہ کی نصرت اور فتح مکہ کا تذکرہ ہے، اور کسی نے کہا کہ اس میں اُمت کو تسبیح وتحمید کی تعلیم دی گئی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

جب سب لوگ اپنی بات کہہ چکے تو سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف توجہ فرما کر پوچھا کہ ''صاحبزادے! اِس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟'' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا کہ ''اِس سورت میں دراصل حضور اکرم علیہ السلام کی وفات کی خبر دی جارہی ہے''۔

یہ جواب سن کر سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاباشی دی، اور فرمایا کہ ''بلاشبہ اِس بارے میں میرا بھی وہی خیال ہے جو تم نے کہا ہے''۔(مستفاد:تفسیر ابن کثیر مکمل ص:۱۴۶۷)

الغرض یہ سورت قرآنِ کریم کی آخری سورتوں میں سے ہے، جس میں خاص طور پر نصرت اور فتح کی بات کہی گئی ہے۔

فتح ونصرت کے مناظر

اِس مبارک سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے مظاہر آپ کے سامنے آچکے ہیں، جس کا خاص پہلو یہ ہے کہ مکہ معظّمہ (جو مشرکین کا مرکز تھا وہ) بھی فتح ہو چکا ہے۔

یہ وہی مکہ ہے جہاں سے آپ کو مجبوراً ہجرت کرنی پڑی تھی، اور یہاں کے لوگ آپ کے جانی دشمن بن گئے تھے، قدم قدم پر رکاوٹیں، اذیتیں اور تکلیفیں آپ کو اُٹھانی پڑی تھیں۔

اور بظاہر جس وقت آپ نے ہجرت فرمائی اس بات کا کوئی تصور نہ تھا کہ قریبی زمانے میں مکہ معظّمہ کو اِسلام کے ماتحت لایا جا سکتا ہے، اُس وقت وہاں بڑے کٹر قسم کے کفار کا غلبہ تھا۔

مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد اور نصرت قدم قدم پر آپ علیہ السلام کے ساتھ رہی۔ اور صرف آٹھ سال کی مدت میں دنیا نے یہ منظر دیکھا کہ جس مکہ معظّمہ سے بے سروسامانی کے عالم میں بادلِ ناخواستہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تھی، وہیں پر آپ پورے جاہ وجلال اور شان وشوکت کے ساتھ فاتحانہ داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم الشان فتح نصیب فرمائی۔

اور اِسلام کا پھریرا یہاں لہرانے لگا۔

اور جو جگہ شرک کا مرکز تھی وہ پھر توحید کا سرچشمہ بن گئی۔

کلمہ طیبہ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی خوش کن آوازیں گھر گھر سے آنے لگیں۔

اور ہر چہار جانب سے قافلے در قافلے اِسلام کے آغوش میں آتے چلے گئے۔

حتیٰ کہ وہ لوگ جو اِسلام کے کٹر دشمن تھے، جن کے سامنے اِسلام کا نام لینا بھی مشکل تھا وہ خود ہی اِسلام کے فدائی اور جانثار بن گئے، اور دینِ حق کا غلغلہ ہر چہار جانب بلند ہونے لگا۔

گویا کہ بعثتِ محمدی کے جو مقاصد تھے وہ پورے ہوگئے، اور جو مشن آپ علیہ السلام لے کر دنیا میں تشریف لائے تھے وہ کامل اور مکمل ہوگیا، اور دین کے تمام شعبے منظّم اور مربوط ہوگئے۔

نصرت اور فتح کا آپسی ربط

مفسر کبیر، مسند الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تفسیر عزیزی'' میں لکھا ہے کہ ''نصر وفتح'' کی یہ ترتیب فطری اور واقعی ہے؛ کیوں کہ پہلے نصرت ہوئی اُس کے بعد مکہ معظّمہ کی فتح نصیب ہوئی۔

اِس کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ دنیا کے اندر آدمی کو راہِ حق پر چلنے میں چار چیزیں سب سے بڑی رکاوٹ بنتی ہیں:

(۱) نفس (۲) شیطان (۳) کفار (۴) منافقین۔

نفسِ انسانی آدمی کو شہوات اور لذات کی طرف متوجہ کرتا ہے۔
اور شیطان تو ہے ہی انسان کا دشمن، وہ جتنی بھی برائی کرادے وہ کم ہی کم ہے۔
اِسی طرح کفار کو غلبہ حاصل ہوتو وہ بھی اکثر دین کے راستے میں حارج ہوتے ہیں۔
اور منافقین جو بظاہر اپنے کو مسلمان کہتے ہیں؛ لیکن کام سارا کافروں کی حمایت کا کرتے ہیں۔
یہ چار عناصر راہِ حق میں رکاوٹ بننے میں سب سے زیادہ سامنے آتے ہیں۔
تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے اِن چاروں عناصر کو ختم کرنے میں نصرت شامل رہی، وہ اِس طرح کہ:

الف:- ذکرِ خداوندی سے نفس پر فتح حاصل ہوئی۔
ب:- ورع وتقویٰ کی توفیق سے شیطان پر فتح حاصل ہوئی۔
ج:- جہاد کے ذریعہ سے کفار پر فتح حاصل ہوئی۔
د:- اور قوتِ دلیل کے ذریعہ سے منافقین اور ملحدین پر غلبہ ملا۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ نصرتِ خداوندی پہلے ہے اور فتوحات کا وقوع بعد میں ہے۔ (تلخیص: تفسیر عزیزی ۶۶۹)

تسبیح وتحمید کا حکم

تو درج بالا کامیابیوں کے بعد یہ اِشارہ فرمایا گیا کہ اَب چوں کہ آپ علیہ السلام کے دنیا سے پردہ فرمانے کا وقت قریب آچکا ہے، اِس لئے آپ کو چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء اور استغفار میں بکثرت مشغول رہیں۔

چناں چہ اِس سورت کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید میں لگے رہتے تھے، اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر حالت میں ’’سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ‘‘ اور ’’استغفر اللّٰہ‘‘ کے کلمات آپ کی زبانِ مبارک پر جاری رہتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر مکمل ص:۱۴۶۸)

اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ’’سورۂ نصر کے نزول

کے بعد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر نماز میں یہ کلمات ضرور پڑھا کرتے تھے: ’’سُبْحَانَکَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ‘‘. (صحيح البخاري، كتاب التفسير / سورة: اذا جاء نصر الله رقم: ٤٩٦٧) (اے ہمارے رب! آپ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، اور ہم آپ کی حمد کرتے ہیں، اے اللہ! میری مغفرت فرمائیے)

ایک سوال اور اُس کا جواب

اَب یہاں ایک مشہور سوال یہ ہے کہ جب پیغمبر علیہ السلام غلطیوں سے معصوم ہیں، تو آپ کو استغفار کا حکم کیوں دیا گیا؟ تو اِس کی توجیہ کرتے ہوئے حضرت اِمام رازیؒ نے چند نکات پیش فرمائے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) آپ علیہ السلام کا استغفار فرمانا دراصل ذکر اور تسبیح کے معنی میں ہے؛ کیوں کہ اِس میں اللہ تعالیٰ کی صفت ’’غفار‘‘ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۲) آپ کا استغفار ایک مستقل عبادت کے طور پر ہے، اور اِس بات کا اظہار ہے کہ مخلوق میں کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کامل حق اَدا نہیں کرسکتا۔ نیز اِس میں اُمت کے لئے عبرت اور نصیحت بھی ہے کہ جب پیغمبر علیہ السلام عبادات میں نہایت محنت اور مشقت کے باوجود استغفار سے مستغنی نہیں، تو دوسرے لوگ کیسے مستغنی ہوسکتے ہیں؟

(۳) یہ استغفار گناہوں پر نہیں؛ بلکہ خلافِ اولیٰ باتوں پر ہے، جن کا صدور حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے منافی نہیں ہے۔

(۴) یہ استغفار اِس بنیاد پر ہے کہ جب بھی بندے کے اعمالِ حسنہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے احساناتِ جلیلہ کے مقابلہ میں رکھا جائے گا، تو یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ یہ اعمال نعمتوں کے مقابلے میں کافی نہیں ہیں، اِس لئے اظہار عاجزی کے طور پر استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۵) اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے درجات لامتناہی ہیں، جب بھی سالک ایک مقام پر پہنچ کر آگے بڑھتا ہے، تو اُسے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے قصور کا احساس ہوتا

ہے، جس کی بنا پر اُس کی زبان پر استغفار کے کلمات جاری ہو جاتے ہیں۔

نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استغفار فرمانا صرف اپنے ہی لئے نہ تھا؛ بلکہ پوری اُمت کے اہل ایمان کے لئے بھی تھا، جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا گیا: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ تو جب اُمت کی کثرت ہوئی اور لوگ فوج درفوج دین میں داخل ہونے لگے تو اِس اعتبار سے استغفار کی کثرت کی بھی ضرورت پیش آئی۔

(مستفاد: تفسیر کبیر للامام الرازیؒ ج:۱۶ جزء:۳۲/۱۶۳ دارالفکر بیروت)

اپنی محنت پر بھروسہ نہ کریں

اِس سے یہ بھی پیغام ملا کہ کسی کو اپنی محنت پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ ہر کام کو صحیح انجام تک پہنچانے کے لئے نصرتِ خداوندی لازم ہے، اِس کے بغیر کچھ ہونے والا نہیں ہے۔

اِس لئے فرمایا جارہا ہے: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ (یعنی جب اللہ کی مدد آچکی اور مکہ فتح ہو چکا)

﴿وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا﴾ (یعنی آپ لوگوں کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ فوج درفوج دین میں داخل ہورہے ہیں)

وجہ یہ تھی کہ قریش کا دبدبہ اہل عرب پر بہت تھا، اِسی لئے فتح مکہ سے قبل بہت سے قبیلے والے اِسلام کو حق جاننے کے باوجود اُس کا اظہار کرتے ہوئے گھبراتے تھے، اور قریش کی طرف سے اَذیت رسانی کا خطرہ محسوس کرتے تھے؛ لیکن جب مکہ فتح ہوگیا تو لوگوں کی ہچکچاہٹ ختم ہوگئی، اور بڑی تعداد میں ہر طرف کے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے، اور ہر جانب سے حق کے متلاشی قبائل کے وفود آنے شروع ہوگئے؛ گویا کہ بعثت محمدی کا مشن اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ (تفسیر ابن کثیر مکمل ص:۱۴۶۸ دارالسلام ریاض)

اِسی لئے آگے حکم دیا گیا:

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ (یعنی اَب آپ اپنے رب کی

خوبیاں اور پاکیاں خوب بیان کیجئے! اور اُس سے استغفار کیجئے، بے شک وہ بہت معاف کرنے والا ہے) یعنی اپنے ساتھ ساتھ اُمت کے لئے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ سے مغفرت طلب فرمایئے۔

خاص نصیحت

اِس سے خصوصی طور پر یہ نصیحت ملی کہ جب آدمی کی عمر زیادہ ہوجائے، اور قرائن سے ایسا نظر آنے لگے کہ اَب دنیا سے جانے کا وقت بہت قریب آچکا ہے، تو اَب اُسے اپنی زبان اور دل ودماغ کو پوری طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء اور توبہ واستغفار میں مشغول کردینا چاہئے۔

گویا کہ جو حکم یہاں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب بنا کر دیا گیا ہے، وہ آپ کے واسطے سے پوری اُمت کے ہر فرد کو دیا جارہا ہے۔

اِس لئے کہ حسن خاتمہ سب سے بڑی چیز ہے۔

ہر شخص کو یہ فکر ہونی چاہئے کہ اُس کی موت بہر حال دینی اعتبار سے اچھی حالت میں ہی آئے۔

بریں بنا اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کے ساتھ ساتھ اپنی کوتاہیوں پر شرمندگی اور استغفار کا بہت اہتمام کرنا چاہئے۔ مثلاً:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" کی کم از کم ایک تسبیح ہر روز پڑھ لی جائے۔

اِسی طرح "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ" کا معنی کا استحضار کرتے ہوئے ورد رکھا جائے۔

یہ ہم سب کے لئے خیر وبرکت کی بات ہوگی، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خاتمہ بالخیر کی دولت سے سرفراز فرمائیں، اور ہر قسم کے شرور وفتن سے ہماری اور پوری اُمت کی حفاظت فرمائیں، اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرمائی اور فتح سے نوازا، ہمیں بھی اپنی خاص نصرت اور فتوحات سے سرفراز فرمائیں، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ